130314 ـ كيا بيوى كے ليے ساس كى خدمت كرنا فرض ہے ؟

سوال

كيا عورت پر اپنى ساس كى خدمت كرنا فرض ہے يا نہيں اور اس كا حكم كيا ہے، كيونكہ ہمارے گھر ميں اس سے مشكلات پيدا ہو رہى ہيں، اور بعض اوقات تو ميں طلاق حاصل كرنے كا سوچنے لگتا ہوں.
ميں نے ايك مولانا صاحب سے دريافت كيا تو انہوں نے كہا: تم اپنى بيوى اور والدہ كے مابين موافقت كى كوشش كرو يہ علم ميں رہے كہ بيوى يتيم ہے اور ميرے علاوہ اس كا كوئى اور نہيں ہے، ميرے اس سے بچے بھى ہيں.
ميرى والدہ زيادہ عمر كى نہيں ہے، الحمد للہ اس كى بيٹياں بھى ہيں جو گھر ميں اس كى خدمت كر سكتى ہيں، اب بيوى اور والدہ كے مابين موافقت كرانا مشكل اور مستحيل ہو چكا ہے، تو كيا ميرے ليے اپنا عليحدہ گھر بنانا جائز ہے كہ ميں اپنے بہن بھائيوں كو چھوڑ كر عليحدہ رہوں، برائے مہربانى بتائيں كہ اس سلسلہ ميں كيا حكم ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

" عورت كا اپنے خاوند اور سسرال والوں كى خدمت كرنا ايسا معاملہ ہے جو علاقے اور ملك كے اعتبار سے مختلف ہے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى بيوياں اپنے گھروں كى خدمت كيا كرتى تھيں.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ كى بيٹى فاطمہ رضى اللہ تعالى عنہا گھر ميں چكى پيستى اور آٹا گوندھ كر روٹى بھى پكاتى اور گھر كے دوسرے كام بھى كيا كرتى تھيں.

اس ليے عورت كو چاہيے كہ وہ خاوند كى بھى خدمت كرے اور گھر كے كام كاج بھى، اور اگر گھر ميں ساس يا پھر نند يا خاوند كى بيٹياں ہوں اور علاقے ميں ان كى خدمت كرنا عرف ميں شامل ہو تو ان كى خدمت كرنا مشروع ہے.

ليكن اگر علاقے يا خاندان يا پھر قبيلہ ميں خدمت كا رواج نہ ہو يعنى بيوى خدمت نہ كرتى ہو بلكہ اس كے ليے خادمہ ركھى جاتى ہو تو پھر يہ خدمت اس پر لازم نہيں، خاوند كو چاہيے كہ اگر استطاعت ركھتا ہے تو وہ خادمہ ركھے ليكن اگر بيوى خدمت كرنا چاہتى ہو اور بغير كسى جبر اور تنگى كے وہ خود ہى خدمت كرے تو يہ اچھى بات ہے اس سے گھر ميں اس كى محبت اور عزت ميں اضافہ ہوگا.

حاصل يہ ہوا كہ: علاقے اور ملك كے رواج اور عادت و عرف كے اعتبار سے يہ معاملہ مختلف ہوگا، جب مشقت و تكليف ہو تو خاوند كو چاہيے كہ وہ اس ميں كوئى اچھا اور بہتر اسلوب تلاش كرے، اور وہ جھگڑے كے وقت بيوى كو

حسب استطاعت مال دے تا کہ وہ خوش ہو کر خدمت کرے اور اس کی بہنوں اور بیٹیوں اور ماں کی خدمت بجا لائے.

حسن کلام اور بہتر اسلوب اور مالی تعاون مشکلات کے خاتمہ اور عرف کی عادت کو بھی تبدیل کر دیتا ہے اس طرح وہ گھر کے کام کاج خوشی سے کرنے لگےگی.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق دینے والا ہے.

اور اگر وہ اپنی والدہ کو چھوڑ کر اپنے علیحدہ گھر میں رہ سکتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر والدہ انکار کرے اور وہ اسے علیحدہ گھر میں رہنے سے روکے کیونکہ وہ خدمت کی محتاج ہو یا کسی اور سبب کی بنا پر تو پھر نہیں جانا چاہیے.

کیونکہ والدہ کی رضامندی اور اس کی اطاعت اہم ہے، اور گھر میں اس کے دوسرے بھائی ہو سکتا ہے وہ اس کے قائم مقام نہ بن سکتے ہوں اور وہ والدہ کی خدمت نہ کرتے ہوں، اور اس کی جگہ پر نہ کرتے ہوں.

اس لیے اسے اپنی والدہ کا خیال کرنا چاہیے اور اس سے مشورہ کرے، اگر تو وہ اجازت دے تو پھر علیحدہ اور مستقل گھر میں رہنے میں کوئی حرج نہیں.

لیکن اگر والدہ کو اس بیٹے کی ضرورت ہو، یا پھر کوئی اور سبب اسے علیحدہ گھر میں رہنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو بیٹے کو نہیں جانا چاہیے، بلکہ وہ صبر و تحمل سے کام لیتا ہوا والدہ اور بیوی کے مابین موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور بیوی کو حسب استطاعت تحفہ اور ہدیہ اور مال دے کر راضی کرے تا کہ مطلوبہ طریقہ سے معاملات چلتے رہیں، اور نہ تو وہ بیوی کو کھوئے اور نہ ہی والدہ کی ناراضگی مول لے.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی مددگار ہے " انتہی

فضيلة الشيخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ.